جوگ بشسٹ

از

جناب پروفیسر سید ابوظفر ندوی احمد آباد

اکتوبر ۱۹۵۵ء میں اپنے وطن وسنہ ضلع پٹنہ (متصل بہار شریف) جانے کا اتفاق ہوا اور وہاں کے کتب خانہ کی فہرست میں اتفاقاً میری نظر ایک کتاب پر پڑی، جس کا نام "جوگ بشسٹ" تھا، کچھ دنوں سے میں ایسے مواد کی فراہمی میں مصروف ہوں، جن کا تعلق ایسی کتابوں سے ہو جو سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کی گئی ہوں، خوش قسمتی سے یہ کتاب جوگ بشسٹ انھیں میں سے ایک ہے۔

یہ کتاب یوگ یعنی ہندو تصوف میں ہے، جس کو نتری والمیک نے سنسکرت میں تصنیف کی۔ شاہزادہ دارا شکوہ نے اس کا ترجمہ فارسی میں کرایا اور زیر تبصرہ نسخہ اسی فارسی کا اردو ترجمہ ہے، جہاں تک مجھے علم ہے ابھی تک زیور طبع سے محروم ہے۔ یہ چھوٹی تقطیع ۶ انچ اور تین سو ساٹھ صفحات پر مشتمل ہے اور ابتدا سے آخر تک مکمل ہے۔ صرف وسط میں دو تین صفحات غائب ہیں۔

مترجم اردو نے ایک خاتمہ لکھ کر تقریباً ۲۵ صفحوں کا اضافہ کیا ہے اور کاتب نے اس کے بعد ایک تکملہ لکھ کر کتاب کو ختم کیا ہے جو بارہ صفحوں پر مشتمل ہے۔ اس طرح کل صفحات ۳۹۸ ہوئے۔

کتاب سیاہی سے خط نستعلیق میں تحریر کی گئی ہے۔ کاغذ خاکی رنگ، پتلا، بہار کا بنا ہوا ہے۔ بہار میں کاغذ بنانے کے مرکز، بہار شریف اور گیا تھے۔ غالباً انھیں دو جگہوں میں سے کسی جگہ کا ہوگا۔ باب اور دوسری چیزیں مثلاً حکایات، کسی کا قول، اشعار وغیرہ ہلکی سرخی سے تحریر ہے، اردو مترجم نے کہیں کہیں نصیحت بھی کی ہے اور کسی جگہ اپنی طرف سے بھی مضامین کا اضافہ کیا ہے، کہیں بزرگوں کے قول سے نتیجہ بھی نکالا ہے۔ ایسے تمام مضامین کی ابتدا میں سرخی سے لفظ "مولف"، کا استعمال کیا ہے، حالاں کہ مترجم لکھنا چاہیئے تھا۔ زیر تبصرہ نسخہ کی نقل ۱۸۷۵ء میں ہوئی ہے۔ اس لحاظ سے اس کتاب کی عمر اس وقت اسی برس کی ہوئی اور چونکہ کاغذ بہت ادنیٰ درجہ کا ہے، اس لئے اس کی عمر تمام ہو رہی ہے۔ ذرا بھی ہاتھ اِدھر اُدھر ہو کہ کاغذ

پر مردنی چھا جاتی ہے۔

اس کتاب کے متعلق میری ذاتی رائے یہ ہے (گو وہ میری کم علمی اور کم فہمی کے سبب سے ممکن ہے کہ غلط ہو) کہ اس میں مضامین بہت منتشر ہیں اور ایک ہی بات کو ہر باب میں مکرر بیان کیا گیا ہے اور جو عنوان باب کا لکھا گیا ہے۔ اس کی تشریح بہت کم کی گئی ہے۔ قصص اور غیر معقول باتیں بکثرت ہیں۔ جن کو طبع سلیم قبول کرنے سے ابا کرتی ہے اور کسی طرح ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتی۔ لیکن مترجم نے ایک بات آخیر میں لکھی ہے، کہ قصص اور کہانیوں کی طرف توجہ نہ کی جائے، بلکہ ناظرین کو چاہئے کہ اصل مطلب پر نگاہ رکھیں۔ خذ ما صفا، ودع ما کدر، یعنی جو اچھی باتیں ہیں ان کو لے لو، باقی چھوڑ دو، اس طرح واقعی یہ کتاب تزکیہ نفس کے لئے بڑی مفید ثابت ہو گی اور اصل مقصود حاصل ہو جائے گا۔

کتاب کے متعلق لوگوں کے نام اس کتاب میں جن جن لوگوں کے نام آئے ہیں، جن کا اس کتاب سے تعلق ہے، ناظرین کی آسانی کے لئے درج کرتا ہوں۔

(۱) بھرت، راجہ اجودھیا (اودھ) رام چندر جی کے والد (۲) شری رام چندر جی، جن کی پریشانی دور کرنے کے لئے یہ باتیں ان کو بتائی گئیں۔ (۳) بشسٹ، رام چندر جی کا استاد اور راجہ کا وزیر، جس کے بیان سے شری رام چندر جی نے سکون حاصل کیا (۴) بسوامتر، ایک بڑا مہا پرش عابد زاہد۔ (۵) والمیک (بالمیک) اس کتاب کا مصنف جس نے بشسٹ اور رام چندر جی کے بیانات کو قلم بند کیا اور رامائن کا مشہور مصنف (۶) دارا شکوہ، شاہجہاں بادشاہ دہلی کا بڑا لڑکا، اور نگ زیب عالمگیر کا بڑا بھائی جس نے اس کتاب کو سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کرایا۔ (۷) بھاردوج " ایک بڑا رشی جس نے والمیک سے رام چندر کے متعلق سوال کیا اور اس کے جواب میں یہ کتاب لکھی گئی (۸) منشی کنھیا لال آلکھ دھاری، فارسی سے اردو ترجمہ کرنے والا (۹) ہرن گربھ (بر ہماجی) منشی کنھیا لال مترجم اردو کا مرشد (۱۰) راجہ لال، اس نسخہ کا کتابت کرنے والا (۱۱) بانکی لال دبیر، راجہ لال کا برادر۔

اس کتاب کی کتابت کا سبب اس میں کاتب کی تحریر مختصر طور پر درج کرتا ہوں، جس میں اس نے بیان کیا ہے کہ اس کتاب کی کتابت کے کیا اسباب ہوئے۔

بندہ راجالال متخلص "کنور" ولد لالہ پرتاپ نرائن، بن لالہ چمن لال، بن لالہ درشن داس۔ قوم کائستھ، ساکن پیری، پرگنہ سہسرام، ضلع شاہ آباد (آرہ)، صوبہ بہار، وارد حال اکبرآباد (آگرہ) عرض کرتا ہے، کہ کتاب الکھ امواج (جوگ بشسٹ) مؤلفہ (مترجمہ) منشی کنھیالال (الکھ دھاری) کی نقل اور کتابت کی یہ وجہ ہوئی کہ میری عمر کے ۳۱ سال لہو ولعب میں گذرے۔ اب خیال ہوا کہ کچھ کام عقبیٰ کے لئے بھی کرنا چاہیئے۔ تلاش مرشد میں مدت گذر گئی، جو ملا وہ راہ زن اور جس کو پیر و مرشد سمجھا، وہ شیطان نکلا اور غلطی سے میں نے اپنے بھائی (برادر حقیقی) بابو بانکی لال دبیر کو بھی اسی رنگ میں رنگ لیا، چند ہی دنوں کے بعد ہم دونوں الگ ہوگئے اور مجھ کو سب اسٹنٹی محکمہ پرمٹ آگرہ کے مفصلات میں سرکار آگرہ نے تبدیل کردیا، لیکن مرشد کی تلاش یہاں بھی جاری رہی۔ اس طرح ہم دونوں بھائیوں کو گیارہ سال مرشد کی تلاش جاری رکھنی پڑی۔

پھر میری تبدیلی مقام "ملیورہ" ہوئی۔ جہاں میرا بھائی دبیر تھا۔ دونوں ساتھ رہنے لگے۔ یہاں ایک مہربان منشی سوہن لال سے ملاقات ہوئی۔ جنھوں نے رحم کھا کر مجھ پر بڑا احسان کیا۔ یعنی میری ملاقات پیر دستگیر، روشن ضمیر، حضرت یقین شاہ نقش بندی سے کرا دی۔ ان کو دیکھتے ہی دل روشن ہوگیا، گو آمد ورفت رہی مگر وحشت باقی تھی۔ حضرت شاہ نے اس کو محسوس کرکے، حال دریافت کیا۔ میری سرگذشت سن کر فرمایا کہ "تم پہلے جوگ بشسٹ کا مطالعہ کرو"۔

چناں چہ اس کتاب کی تلاش شروع کردی اور میرے برادر دبیر کی کوشش سے یہ کتاب دستیاب ہوئی۔ واقعی مطالعہ کے بعد اس کو بہت مفید پایا، مارچ ۱۸۷۴ء سے اس کی کتابت شروع کی۔ لیکن بعض اسباب سے نقل میں تاخیر ہوگئی۔ آخر ایک سال بعد ۱۸۷۵ء میں اختتام کو پہنچی۔

مترجم اردو کا مقدمہ مترجم کتاب نے ابتدا میں جو مقدمہ تحریر کیا ہے اس میں لکھا ہے کہ "فقیر بے باک اور بے حجاب ہو کر کہتا ہے کہ الکھ دھاری کے دل میں جو قیام رکھتا ہے وہ الکھ ہے اور "الکھ" وہ ہے، جس کا تعین کچھ نہیں کیا جا سکتا ہے، نام ونشان، شکل وصورت، رنگ و مزہ اور اشارہ سے محسوس نہیں کیا جا سکتا (یعنی وہ بے چون وچگون ہے) پس جو بہر طرح الکھ ہے اس کی طرح خدمت اور

عبارت بھی الکھ ہے۔ جس کو اس کی تحقیقات منظور ہو، پہلے بیم ورجا کو دل سے نکالے۔ یاد رکھو کہ جو لکھے جاتے ہیں وہ فنا ہونے والے ہیں اور جو موت کی خوراک ہیں وہ سب اس معاملہ میں برابر ہیں۔ چھوٹے ہوں یا بڑے، فقیر ہوں یا امیر۔ جو فقیر کی بات باور نہ کرے گا، وہ فنا ہوگا اور بعد مرگ بھی "بیم ورجا" کے زندان سے باہر نہ ہوگا۔ جو الکھ دھاری کی کہانی کو من (دل) لگا کر سنے گا، وہ الکھ دھارنا (یکسو ہو کر خدا کا دھیان) کرے گا اور جو الکھ دھارے گا، وہ الکھ ہو جائے گا اور محسوسات سے الگ رہے گا اور جب محسوسات اور ملفوظات سے الگ ہوگا تلے (نیچے) کا نقطہ اوپر ہوگا اور پرم انند (انتہائی خوشی بلا دکھ) کو پائے گا اور "امر" ہو جائے گا (جاودانی زندگی حاصل ہوگی)، فقیر کی طرزِ تحریر عجیب وغریب ہے، مگر مدعا اور معنے بنوعِ قدیم۔

امید وبیم کی بحث | ظاہر ہے کہ جب آدمی کو کسی چیز کی تمنا ہوتی ہے۔ اس کے حاصل ہونے کی امید اور محرومی کا خوف رکھتا ہے، وہ لذت اور سرور سے دور رہتا ہے۔ گو کہ وہ بیکنٹھ (جنت) میں جگہ پائے اور جو تمنا کو تیاگتا ہے، وہ دنیا اور عاقبت اور اس کے متعلقات کو ناچیز سمجھتا ہے پس وہ نہ کسی شے کے وصل کی آرزو رکھتا ہے نہ کسی کے غضب سے ڈرتا ہے، جس حالت میں رہتا ہے یکساں رہتا ہے۔ پھر سرور نہ ہو تو کیا ہو (یعنی اس حالت میں جو سرور حاصل ہوتا ہے وہ اس قدر دلکش ہے کہ دوسرے قسم کے سرور کی حقیقت تک پہنچنے والے جانتے ہیں، کہ بہشت کے معنی آزاد ہونے کے ہیں۔ اور بیم ورجا میں مبتلا ہونے کا نام دوزخ ہے، لیکن وہ بہشت جس میں انگور اور ناشپاتی، حور اور شراب وافر ہے۔ خدا جانے کہاں ہے، کہ نقاشانِ فلکی وارضی نے آج تک اس کو نقشہ میں درج نہیں کیا، باوصف نادانی وجہالت بہت رنگ آمیزی سے ایسی باتیں اپنے دوستوں اور مریدوں کے لئے بنائی ہیں[1] لیکن وہ بہشت جس میں مکمل سرور ہے، وہ گیان ہے اور گیان کے معنی علم کے ہیں۔ اور جملہ علموں میں جو اشرف اور اکبر ہے، وہ برہم گیان ہے۔ جس کو علم الٰہی اور مابعد الطبیعیات کہتے ہیں۔ برہم گیان کے لئے بے شمار کتابیں ہیں۔ بلکہ کوئی کتاب نہیں، جس میں برہم گیان نہیں، لیکن سمجھنا اور

[1] یہ جنت زمین اور آسمان سے ماورا ہے۔ اس لئے زمین اور آسمان کے جغرافیوں میں اس کا نقشہ نہیں مل سکتا جیسے اندر کی جنت کا جغرافیوں میں کہیں پتہ نہیں۔

مطلب کو پانا بغیر صفائی قلب اور ذکاوت ذہن دشوار ہے۔ کیوں کہ کتاب اور معلم سے کسی کو علم نہیں ملتا، اگر ملتا ہے تو وہی گدھے کا علم جن پر کتابیں لادتے ہیں اور معلم پڑھتے ہیں اور عالم و فاضل بنتے ہیں۔ حالاں کہ کسی اخبار سے گدھوں کی فضیلت پائی نہیں جاتی، پس ثابت ہے کہ جس کو جو کچھ حاصل ہوتا ہے اپنے ذہن رسا سے ہوتا ہے اور کتاب و معلم صرف ارادہ کے معین ہوتے ہیں۔ ہر ولائت کے باشندوں کی تربیت اور ذہن رسائی اور دل کو روشن کرنے کو قدمانے، ہر ولائت کی زبان میں بہت کچھ کتابیں تصنیف کی ہیں۔ چنانچہ ہند کے مردم کے لئے شری والمیک سوامی نے جوگ بششٹ تصنیف کی۔ مگر افسوس کہ وہ کتاب سنسکرت زبان میں ہے اور یہ زبان فی الحال ہند میں رواج سے جاتی رہی۔ ہندوؤں کی ۳۶ قوموں کے مردم میں سے فقط ایک قوم برہمن کے بعض اشخاص پڑھتے ہیں اور جو کوئی پڑھتا ہے، وہ بھی معاش پیدا کرنے کے خیال سے۔ برہم گیان کے لئے کوئی لاکھ میں ایک شخص پڑھتا ہوگا برہم کا گیان ہر متنفس کو چاہئے، مرد ہو یا عورت، امیر ہو کہ غریب، کیوں کہ مکت (نجات) سب کو درکار ہے اور بغیر گیان کے مکت (مکتی) نہیں ہوتی۔ پس لگاتار اس درخت کو سرسبز رکھنے میں جد و جہد کرتا رہے۔ جس کا پھل عام و خاص کو ہے اور دوست و دشمن اس کے ذائقہ سے اپنی زبان کو لذت آشنا کریں۔

ہر چند مقتضائے بشری اس بات کی ہدایت کرتی ہے کہ "کار خود کن کار بیگانہ مکن"، لیکن فقیر کے پاس خود اپنا کوئی کام باقی نہیں رہا ہے۔ جس میں لگا رہے۔ اس لئے دل نے کہا کہ سو رہنے سے یہ کام زیادہ بہتر ہے۔ بہ خلاف عوام کے خود اپنے وقت کو ایسے کام میں لگا رکھے جس سے تمام مخلوق کو فائدہ پہنچے اور باایں ہمہ کہ ہزاروں میں سے ایک کی بھی اس علم کی طرف توجہ نہیں ہوتی ہے۔ پھر بھی رجحان طبع اسی طرف مائل ہے اور جس سے کہا جاتا ہے کہ میرے مطبع میں ویدانت کی فلاں کتاب چھپی ہے۔ وہ جواب میں کہتا ہے کہ بہار دانش اور لیلیٰ مجنوں کبھی تمہارے مطبع میں چھپی ہے؟ اور حاسد طرح طرح کے عیب لگاتے ہیں۔ اگرچہ گذر اوقات کے لئے بہ دشواری سامان میسر آتا ہے، لیکن دل اپنی حرکت سے باز نہیں آتا اور جو مانع ہوائس کو اس شعر سے جواب دیتا ہے۔ ؎

گر ہم نے دل صنم کو دیا پھر کسی کو کیا   اسلام چھوڑ کفر کیا پھر کسی کو کیا

مترجم
ہے۔
یعنی
درج۔
مثلاً تو
ناظرین
ہوں
اور و
جوگ
مترجم
اٹھارہ
کل کتا
کا جانن
خلاصہ
بہت

مترجم کی دوسری کتابیں | اس فقیر نے اس کتاب سے پہلے ایک کتاب لکھی ہے، اس کا نام "چراغ حقیقت" ہے۔ اس میں ایک ہاتھی اور پانچ اندھوں کا منظوم قصہ ہے۔

(۲) "شمع معرفت" اس میں اپنے تجربہ سے قدیر کی قدرت آشکارا کیا ہے۔

(۳) "بھاگ بھری" اس میں تہذیب اخلاق، ترکیب (تدبیر) منزل اور سیاست بدنی (مدنی) یعنی حکمت عملی ہے۔

(۴) "انوار متناہی" اس میں ہر ایک مذہب کی تعریف اور مسائل علم طبی متعلق حکمت نظری درج ہے۔

(۵) "الکھ پرکاش" بچاس آپ نے شدا ورچاروں ویدوں کا خلاصہ یعنی تصوف کے مسائل مثلاً توکل، صبر، قناعت وغیرہ پر جو رسائل لکھے گئے ہیں، ان کو یکجا کر دیا ہے۔ اس کے کل بچاس جز ہیں

(۶) "الکھ امواج" یعنی جوگ بشسٹ کا ترجمہ۔

(۷) "خواب وخیال" مصنفہ شری الکھ سوامی کا ترجمہ۔

ناظرین سے گذارش | مندرجہ بالا کتابیں جو مترجم کی تحریر کی گئی ہیں، اگر ناظرین کرام کی نظروں سے گذری ہوں تو براہ کرم خاکسار کو ضرور مطلع فرمائیں کہ وہ کہاں ہیں اور کس طرح ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے اور وہ فارسی میں ہیں یا اردو میں مترجم نے تو سب کتابیں اردو ہی میں لکھی ہیں۔ لیکن ممکن ہے، کہ جوگ بشسٹ کی طرح وہ فارسی میں بھی ہوں۔

مترجم کے خاتمہ کی تحریر | ہندو مذہب میں چار وید ہیں، نو شاستر ہیں۔ اٹھارہ سمرتی ہیں، اٹھارہ اوپسمرتی۔ اٹھارہ پوران اور اٹھارہ اوپ پران ہیں۔ ان سب کی تفصیل الکھ پرکاش کے دیباچے ص۱۸ پر کر دی ہے۔ کل کتابیں بچاسی ہوئیں۔ لیکن اکیاسی کتابوں کی اصل چار وید ہیں۔ جو وید کو جان لے، تو ان کتابوں کا جاننا نہ جاننا برابر ہے۔ لیکن ویدوں کا جاننا بغیر ان کتابوں کے پڑھنے کے ناممکن ہے اور ویدوں کا خلاصہ ویدانت ہیں۔ اس فن پر بہت کتابیں لکھی گئی ہیں۔ مگر پانچ سو آپ نے کھد (آپ نے شد) بہت معتبر ہیں۔ جن کا ترجمہ الکھ پرکاش ہے۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ بھگوت گومنڈل کوش جلد ۲ ص ۱۳۱۱-۱۵۱۲ میں ہے کہ اُپ نشد کی کل تعداد ڈھائی سو (۲۵۰) ہیں۔ ان میں سے ایک سو آٹھ (۱۰۸) مشہور ہیں۔ جیسے "ایشوپنشد"، کینوپنشد، کٹھوپنشد وغیرہ ان میں سے خاص دس کی شرحیں شری شنکر آچاریہ نے کی ہیں۔

جس طرح ہمارے یہاں تصوف پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ لیکن ان میں سے زیادہ معتبر امام غزالی، مولانا روم، فرید الدین عطار، جامی، معین الدین اجمیری، بختیار کاکی، شیخ فرید الدین شکر گنج، نظام الدین اولیا، مجدد الف ثانی۔ شرف الدین یحییٰ منیری، شاہ ولی اللہ وغیرہ کی ہیں۔ اسی طرح ویدانت کی بھی کثیر تعداد میں کتابیں لکھی گئی ہیں اور پھر ان کی شرحیں بھی کی گئی ہیں۔ لیکن ان میں سے معتبر اور قابل وثوق ایک سو آٹھ ہیں۔ اسی طرح اخلاقی کتابیں جیسے اخلاق جلالی، اخلاق ناصری، اخلاق محسنی وغیرہ جو تحریر کی گئی ہیں یہ سب اُپ نشد میں شامل ہیں۔

اُپ نشد کی تعریف وید میں معرفت الٰہی کی نسبت جو باتیں لکھی گئی ہیں اور وہ اخلاقی باتیں جن سے تزکیۂ نفس ہو سکتا ہے، ان کو علیحدہ کر کے جو کتابیں تحریر ہوئیں، اُن کو "اُپ نشد" کہتے ہیں۔ ان کی تقسیم پہلے اس طرح کی گئی ہے کہ رگوید سے جو اُپ نشد بنا، اس کا نام "آئی تری یی" رکھا گیا۔ اسی طرح یجروید، شام وید اور اتھروید سے معرفت کے مضامین الگ الگ کر کے ہر ایک کا نام علاحدہ علاحدہ رکھا گیا۔ ان کو وید کا نچوڑ کہتے ہیں۔ ان کے مضامین مختلف ہیں۔ مثلاً وجودِ عالم کس طرح ہوا اور کس مقصد سے وجود میں آیا۔ موت کے بعد کیا ہوگا، عالم کا قیام کس طرح ہے۔ عالم کس طرح فنا ہوگا۔ تزکیۂ نفس کس طرح ہوگا۔ انسان کس طرح نجات پاتا ہے، نجات کا مطلب کیا ہے، پھر اس کے حاصل کرنے کے ذرائع مثلاً توکل، صبر، قناعت، شجاعت، عفت وغیرہ پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

بعض مصنفوں نے ان سب پر مکمل کتابیں لکھی ہیں اور بعض نے ایک ایک پر الگ الگ کتاب تحریر کی ہے، اس طرح ان کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ گئی۔

اصولی مضامین اصولی طور پر ان ویدوں میں تین قسم کے مضامین ہیں۔

(۱) گیان یعنی علم۔

(۲) اُپاشنا (یقین یا تصدیق بالقلب)

(۳) کرم کانڈ (اعمالِ صالحہ)

اس کتاب الکھ امواج میں تینوں قسم کا خلاصہ ہے۔ مترجم نے لکھا ہے کہ جس کی جس پر رغبت ہو، اس پر وہ عمل کرے اور اس کی تشریح اس طرح کی ہے۔ کہ

(۱) اُپاشکوں (عابدوں) کو چاہیئے کہ چھٹی فصل میں دیوتا پوجن کے متعلق جو عمل بتایا ہے اسی کے موافق عمل کیا جائے اور کسی قسم کی پوجا نہ کرے کیوں کہ اور دوسری قسم کی پوجا وید کے موافق نہیں ہے۔

(۲) کرم کانڈیوں کو چاہیئے کہ جس طرح پانچویں فصل "اشٹانگ یوگ" کی ترکیب لکھی ہے صرف اسی پر عمل کرے اس کے سوا کسی قسم کی عبادت نہ کرے، کیوں کہ اور قسم کی ریاضت "کرم گیان" کے خلاف ہے

(۳) گیانیوں کو چاہیئے کہ اس کتاب کو غور سے پڑھ کر شری رام چندر جی کی طرح فائدہ اٹھائیے۔

ہندو مذہب میں چار ویدوں سے زیادہ کوئی معتبر کتاب نہیں ہے اور ان میں صرف تین ہی قسم کے مضامین ہیں وہ سب اس کتاب میں درج ہیں اور وشسٹ (بشٹ) برہما کے پتر (لڑکے) نے شری راجہ رام کو اس کی تعلیم دی ہے، تو اس سے زیادہ معتبر اور دوسری کون کتاب ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اسی کو دستور العمل بنانا چاہیئے۔ اس کے بعد خاتمہ نگار نے یونانی فلسفہ کی حکمت نظری اور حکمت عملی پر بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ حکمت عملی کی بہترین شاخ سیاست مدن ہے اور سیاست مدن کا عامل وہی شخص ہو سکتا ہے جو لذت محسوسات کو حقیر اور ناچیز جان کر، سلطنت کو خدمت گذاری، رعایا اور مخلوقات خدا کی سمجھے اور اس کتاب کو پڑھنے والے کو معلوم ہو جائے گا، کہ یہ کتاب "ترک تعلقات" کے لئے نہیں لکھی گئی ہے بلکہ اس کا مصنف صرف بد اعمالی اور بد افعالی کے ترک کی ترغیب دیتا ہے۔ وہ شہوت (خواہش) اور غضب کو اعتدال سے استعمال کرنے کو کہتا ہے، وہ افراط، تفریط سے اپنے کو بچانے کی ہدایت کرتا ہے۔ وہ دو بیویوں کو منع کرتا ہے کیوں کہ اس سے عدل میں فرق آتا ہے اور اس سے فساد کی بنیاد پڑتی ہے اور تجرد کی زندگی بھی بسر نہ کرنی چاہیئے، کہ اس سے آدم کے نسل کے منقطع ہونے کا اندیشہ ہے اور جو لوگ دنیا میں مجرد رہ کر یہ امید رکھتے ہیں کہ ان کو جنت میں حوریں ملیں گی، تو یقین جانو کہ وہاں چڑیل بھی نصیب

نہ ہوں گی۔

پھر مترجم کچھ نصائح کے بعد لکھتا ہے کہ جو شخص جہالت کو حکمت (علم) سے اور شہوت کو غضب سے اور غضب کو شجاعت سے اور ظلم کو عدالت سے بدل دے، وہی حقیقی سنیاسی ہے۔ وہی پرم ہنس ہے" وہی بیراگی، اور تیاگی ہے۔ لیکن تدبیر منزل پر عامل اس سے افضل ہے اور ریاست مدن کا عامل اس سے بھی افضل ہے، کیوں کہ سنیاسی صرف ایک سپاہی ہے۔ اور تدبیر منزل ایک کرنل کے مثل ہے اور ریاست مدن کا عامل ایک جنرل ہے۔ جو ایک ملک کو فساد اور بدامنی سے بچا کر، راہ راست پر لاتا ہے۔ اس کے بعد مترجم نے فقیروں پر بحث کی ہے کہ کس کس قسم کے فقیر ہوتے ہیں اور کن کن اسباب کی بنا پر لوگ فقیر ہو جاتے ہیں اور سب سے بہتر فقیر وہ ہے جس میں حکمت (علم) عفت، شجاعت اور عدالت ہو۔

سبب تالیف یوگ بشسٹ | شری راجہ رام چندر جی خلف راجہ دسرتھ، بہ سبب لاعلمی اور حقیقت سے ناآشنا ہونے کے، بے قرار ہوئے، تب وشسٹ جی وزیر نے ان کو جن نصائح سے مطمئن کیا، والمیک نے ہدایت عام کے خیال سے ان کو مرتب کر کے ایک مجموعہ تیار کیا اور اس کے ضمن میں راج نیتی اور تہذیب الاخلاق کو درج کیا۔ دارا شکوہ شاہزادہ شاہجہاں نے اس کی اہمیت کو سمجھ کر سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کرایا، اس سرور کائنات (؟) یعنی دارا شکوہ کے عہد میں فارسی کا ازبس رواج تھا۔ اب اس عہد میں فارسی کا رواج جاتا رہا اور عام و خاص سب ہی میں اردو پڑھنے کا رواج ہو گیا، اس لئے فقیر نے اس کو اردو کا جامہ پہنایا، حتی الامکان فارسی اور سنسکرت کا مقابلہ کر کے اس کے لفظ اور معنی کی صحت میں مبالغے سے کام لیا ہے، پھر بھی ممکن ہے کہ غلطی رہ گئی ہو۔

اس کتاب کے چھ حصے ہیں۔ ہر حصہ کا نام پرکرن (باب) ہے۔

(۱) ویراگیہ پرکرن" یعنی راگون (خواہش) سے رہت (الگ) ہونا۔ عالم اور عالمیان کو ناپائیدار سمجھ کر چھوڑ دینا اور لذتوں کو ناچیز جاننا۔

(۲) موکش پرکرن" یعنی قیود سے آزادی، تعلقات سے رستگاری، توہمات سے استغنا اور نجات

(۳) اُت پت (اُت پت ی) پرکرن" یعنی پیدائش عالم کی حقیقت جیسا کہ عارفان ہند سمجھتے ہیں

(۴) اِس تھِرتی پرکرن، یعنی جس طرح قیام عالم کا ہے اور اس کی ترقی۔

(۵) اُپشم (اُپ شَ مَ) پرکرن، یعنی اس عالم کا فنا۔

(۶) نروان پرکرن، یعنی کلمہ وکلام اور جون وچرا سے رستگاری۔ معرفتِ نفس، روح کی حقیقت

حمد خلائق کائنات اس کے بعد مترجم نے حمد خلائق اس طرح کی ہے۔

"میں اس کو سجدہ کرتا ہوں جو زمین اور آسمان اور دونوں کے درمیان آشکارا ہے اور کل موجودات میں محیط، جزو کل کا صانع، عین دانائی، سراپا نور، نفس کل، عقل کل اور تعینات سے منزہ ہے اُس کی ماہیت کے ادراک سے حواس ظاہری اور باطنی یعنی پانچوں گیان اندری (حواس خمسہ ظاہری) اور پانچوں گیان کرم اندری (اعضائے جوارح) اور چاروں انتھ کرن (دل، عقل، فکر، خودی) معترف بہ قصور ہیں۔

جو لوگ زندانِ تعلقات میں اپنے کو گرفتار سمجھتے ہیں ان پر اس کتاب کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ بشرطیکہ وہ غبی اور کند ذہن نہ ہوں۔ کیوں کہ ایسے لوگوں کو یہ کتاب مفید نہ ہوگی اور ان کو بھی اس کتاب کی ضرورت نہ ہوگی۔ جن کو حق الیقین کی معرفت ہو چکی ہے، کہ ان کے لئے یہ محنت لاحاصل ہے۔ اس کے بعد اصل کتاب شروع ہوتی ہے، یعنی مؤلف نے ان عنوانات کی تشریح شروع کر دی جن کا اوپر تذکرہ ہوا ان میں سے پہلا بیراگ پرکرن ہے۔

پہلا بیراگ پرکرن آزادی کی تعریف میں بھاردوج نے (بالمیک کا شاگرد) بالمیک سے سوال کیا کہ سری رام چندر عارف اور گیانی تھے اور جیون مکت کا درجہ بھی حاصل کر چکے تھے۔ پھر سلطنت کے کام یعنی دنیا داری میں کیوں مشغول رہتے تھے۔ بالمیک نے کہا کہ سری رام چندر جی عظیم الشان راجہ بہمہ صفت موصوف تھے۔ قوت نظری اور عملی سے دنیا اور عقبیٰ کو ناچیز سمجھتے تھے، لیکن جس سبب سے وہ مہمات دنیاوی اور لوازمات بشری کو سرانجام دیتے تھے۔ اس کا سبب بتاتا ہوں، اور اس کے ساتھ دنیا، عقبیٰ اور اعراف مع متعلقات کے بھی بیان کرتا ہوں۔ اس کے بعد مؤلف نے دنیا کی بے ثباتی اور اس کو خواب پریشان بتا کر تاکید کی ہے کہ ہر قسم کی لذت کا احساس دل سے نکال دے، جس سے اس کو سکون اور پھر

سرور حاصل ہو اور غم و الم، بیم و رجا سے وہ نکل جائے۔

باشنا کی تعریف | مؤلف کہتا ہے کہ آزادی اور رستگاری فقط باشنا (خواہش) کے دور کرنے سے ہوتی ہے اور اُسی کو گیانی پرُش (لوگ) مُکت (یا مکتی) (نجات) قرار دیتے ہیں اور باشنا دو قسم کے ہوتے ہیں۔

(۱) سدھ باشنا" (نیک خواہشات) یعنی نیک افعال کی طرف رجوع کرنا۔ جو حکمت (علم)، عفت، شجاعت، عدالت، کے فروعات ہیں اور تنزلات کی طرف میلان نہ کرنا۔

(۲) ملیمن باشنا (برے خواہشات) یعنی جہل، شہوت، غضب اور ظلم میں مبتلا رہنا۔ اپنی طاقت، حُسن، قوم، خاندان، پر غرور کرنا اور کاہلی اور بدکاری میں مشغول رہنا اور ایسے کام میں مشغول رہنا جو بے فائدہ، یا نقصان دہ ہو۔

شری رام چندرجی کے ابتدائی حالات | جب شری رام چندرجی تحصیل علوم معقول و منقول، تہذیب اخلاق، تعلیم آداب، دنیاداری اور جہاں داری سے شہرہ آفاق ہوئے، تو چند روز بچوں کی طرح کھیل کود میں مصروف رہے۔ پھر ان کو سیر و سیاحت اور عجائبات دنیا دیکھنے کا شوق ہوا۔ ایک روز اپنے استاد بشسٹ کو جو ان کے والد ماجد راجہ دسرتھ کے وزیر بھی تھے، ساتھ لے کر دربار میں حاضر ہوئے، قانون سلطنت کے مطابق آداب بجا لائے۔ راجہ ان کی طرف متوجہ ہوا۔ شری رام چندر نے عرض کیا کہ سیر و سیاحت کو میرا دل چاہتا ہے، تاکہ عجائبات اور نوادرات دنیا کا مشاہدہ کروں اور تیرتھوں کی زیارت سے مشرف ہوں۔ راجہ نے قبول فرما کر بڑے سامان اور تزک و احتشام کے ساتھ روانہ کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد شری رام چندرجی ہندوستان کے تمام ملکوں کی سیر اور تیرتھوں کی زیارت کر کے وطن واپس تشریف لائے اور اپنے ہم عمروں اور اپنے ہم عصروں سے مندرجہ ذیل تین صفات کا ذکر زیادہ کرتے۔ رج یا رجوگن (خواہش) آفرینش عالم اور بربا۔

(۲) تم یا تموگن"، (غصہ حسد، کینہ) فنا اور رو در۔

(۴) ست یا ستوگن (عقل، علم، تمیز) پرورش اور روشن۔

ان تینوں صفات کے عبادت خانے جو اثنائے سفر میں دیکھے تھے، اپنے دوستوں کو اس سے آگاہ کیا۔ وہ اپنے اوقات اچھے کاموں میں صرف کرتے تھے، عارف اور صاحب کمالوں سے محبت رکھتے تھے اور شاہزادوں کے لائق اچھے کاموں میں مصروف رہتے تھے۔ جب رام چندر جی کی عمر سولہ برس کی ہوئی تو ان کا دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا اور اُداس رہنے لگے۔ ہر گھڑی خاموش رہتے۔ کھانا، پینا، نہانا اور سونا وقت سے بے وقت ہونے لگا۔ راجہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو بہت تدبیریں کیں، مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا، بلکہ راجہ رام چندر جی کا دل روز بروز زیادہ افسردہ ہوتا گیا۔

بسوامتر عابد کی دربار میں آمد

بسوامتر نامی ایک بڑے مشہور عابد تھے۔ جو ریاضت، عبادت اور علم و عمل میں شہرۂ آفاق، ایک روز راجہ دسترتھ کے دربار میں حاضر ہوئے، راجہ نے ایک عابد کی جس طرح تعظیم کرنی چاہئے، اس میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ پھر دریافت کیا کہ آپ نے تو دنیا ترک کر دی ہے اور ہر قسم کی خواہش اور طمع کو دل سے نکال دیا ہے، پھر کس غرض سے دربار میں آنے کی تکلیف گوارا کی۔ اگر مدعا فرمائیں تو جو کچھ بھی رکھتا ہوں، اور مہیا کر سکتا ہوں اس کے دینے میں بخل نہ کروں گا۔ بسوامتر نے کہا، میں نے جگ (یگ) کرنا شروع کر دیا ہے تم رام چندر کو میری مدد کے لئے میرے ہمراہ کر دو۔ تاکہ اُسر (بھوت، دیو، راکشش) نہ ستائیں۔ راجہ نے کہا کہ رام چندر ابھی ناتجربہ کار ہیں ایسے شخص کو تمہارے ساتھ کرنے سے کامیابی کی قطعاً امید نہیں ہے۔ بلکہ ناکامی سے نقصان اور سخت رسوائی ہوگی۔ اگر مدد کی ضرورت ہے تو میں خود یا کسی اور تجربہ کار افسر کو تمہارے ہمراہ کر دیتا ہوں، تاکہ تمہارا مطلب حاصل ہو۔ بسوامتر نے جواب دیا کہ علم قیافہ، نجوم، طب اور علم اشراق سے میں جانتا ہوں کہ رام چندر حکمت، شجاعت عفت اور عدالت میں بے نظیر ہیں۔ اپنے مطلب کے حاصل کرنے میں ان پر جس قدر بھروسہ کیا جا سکتا ہے، دوسروں پر نہیں۔ پس بلا عذر میری درخواست قبول کیجئے اور اپنا وعدہ یاد

کیجیے، کہ جو چیز طلب کرو گے میں دوں گا۔ راجہ جسرتھ دیر تک دریائے حیرت میں غوطہ زن رہے اور سوچتے تھے کہ کس طرح ناتجربہ کار ولی عہد کو اس سخت مہم پر روانہ کروں اور جو نہ قبول کروں تو وعدہ خلافی ہوتی ہے۔ بسوامتر نے بار بار کہا کہ اگر آپ نے وعدہ خلافی کی، تو تمام لوگ اس عیب کو ہنر سمجھیں گے، کیوں کہ رعایا، راجہ کے علم، ادب اور خُلق کو آئین اور قانون کا درجہ دیتی ہے۔ بس ناچار راجہ نے رام چندر جی کو اس کے ساتھ بھیجنا منظور کیا۔

جب راجہ نے منظور کر لیا، تو اراکین دولت سے دریافت فرمایا، کہ راجہ رام چندر آج کل کس شغل میں ہیں۔ ان میں سے ایک جوان جوان کا ہم راز تھا، اُس نے کہا کہ ان کا دل اس دنیائے فانی سے اچاٹ ہو گیا ہے اور اب کسی دنیاوی کام میں حصہ نہیں لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امیر و غریب مرنے کے بعد سب برابر ہیں، وہ اکثر خاموش رہتے ہیں اور سنیا سیوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ افسوس اتنی عمر لغو کاموں میں صرف ہوئی۔ بسوامتر نے کہا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ جو نعمت ان کے پاس ہے، اس کی قدر جاتی رہی ہے اور وہ اس کو ناچیز سمجھتے ہیں اور جس دولت کی اُن کو خواہش ہے، وہ ابھی حاصل نہیں ہوئی ہے اور یہ ان کی دانائی کی دلیل ہے اور اس دولت کے حاصل ہو جانے کے بعد وہ خود بہ خود سلطنت کے کاموں میں دل چسپی لینے لگیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ ان کو میرے پاس لاؤ۔ راجہ دسرتھ کی طلب پر جب وہ دربار میں آئے تو سب کو حسب مراتب سلام کیا۔ راجہ نے کہا کہ خدا کی مہربانی سے ہر قسم کا سامان میسّر ہے اور تم کو عقل سلیم اور حکمت عطا کی گئی ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ تم جاہلوں کی طرح غم میں مبتلا ہو۔

بشسٹ نے کہا کہ ہم نے اپنے تمام دشمنوں کو قید اور فرمانبردار بنا لیا ہے۔ پھر تم کیوں غم و اندوہ میں غوطہ زن رہتے ہو۔

بسوامتر نے پوچھا کہ اے رام چندر! درد جو تیرے دل میں چوہے کی طرح اندر اندر سوراخ کر رہا ہے وہ کس سبب سے ہے؟

رام چندر جی نے جو بسوامتر سے گرو کی بات سنی، تو وہ خوش ہوگئے اور بسوامتر سے مخاطب ہوکر جو بولے وہ ایک بڑی طویل تقریر ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

"پہلے تو انھوں نے اس بات کی تشریح کی کہ دنیا فانی اور ناپائدار ہے۔ پھر اخلاق ذمیمہ اور اوصاف حسنہ بیان کرکے فرمایا، کہ جوانی میں اپنے نفس پر کنٹرول کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ شہوت (خواہش) اور عورت دو اس کی جڑیں ہیں۔ یا تو ان کو جڑ سے اکھیڑ دینا چاہئے، یا پھر ان پر قابو پاکر اعتدال کی راہ اختیار کرنی چاہئے، ورنہ یہ باتیں انسان کو بے انتہا مصائب میں مبتلا کر دیتی ہیں اور اس کے سبب سے بہت سے اخلاق ذمیمہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ دنیا کی خوشی اور غم کی مثال ایسی ہے جیسے خواب میں شادی کرے اور اس کو احتلام ہو، یا کوئی عورت خواب میں بچہ پیدا کرے، غرض جس طرح کی خوشی اور غم فانی ہے، اسی طرح دنیا کی ہر چیز کا حال ہے۔ گو انسان کی عمر برہما کی عمر کے برابر ہو، اور برہما کی عمر کا ایک دن چار ہزار جگ کے برابر ہے اور برہما کی عمر، بشن کے ایک پل کے برابر ہے اور جگ میں سے ست جگ، ۱۷ لاکھ ۲۸ ہزار سال کا ہوتا ہے"، ترتیا جگ ۱۲ لاکھ چھیانوے ہزار سال کا دواپر جگ" دس لاکھ ۶۴ ہزار سال کا اور کل جگ ۴ لاکھ ۳۲ ہزار سال کا ہوتا ہے، جس کی میزان ۴۳ لاکھ ۲۰ ہزار ہوتی ہے۔ ایسے ہزار دورہ سے برہما کا ایک دن ہوتا ہے، یعنی ۴ ارب ۳۲ کروڑ کا سال ہوتا ہے۔ اس کے باوجود برہما، بشن اور رودر بھی موت کے منہ میں جائیں گے۔ جیسے بڑوانل اگنی کے منہ میں سمندر کا پانی جاتا ہے۔ یہ ایک آگ ہے جو چار جوجن سمندر کے پانی کو روزانہ کھاتی ہے اور جوجن چار کوس طویل، عریض اور عمیق کو کہتے ہیں پس جب دنیا کے فنا کا یہ حال ہو تو انسان دائمی سرور کس طرح حاصل کر سکتا ہے، آپ لوگ صاحب کشف ہیں اور کمالات سے آراستہ اور عالم باعمل، مجھے بتائیں کہ اگلے لوگ کس طرح اپنے مقصد کو پہنچے تاکہ میں بھی ان کی پیروی کروں۔"

رام چندر جی کی یہ باتیں سن کر لوگ دنگ رہ گئے، کہ اس کم عمری میں بوڑھوں جیسی باتیں کرتے ہیں۔ دربار میں سے کسی کی ہمت نہ پڑی کہ شری رام چندر جی کی بات کا جواب دے، تب بسوامتر نے کہا کہ اے رام چندر! مجھے یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ تم کو طفولیت ہی میں علم لدنی حاصل ہوا، جس طرح

شکھ دیو کو یہ چیز حاصل ہوئی تھی۔ کہ ان کو تعلیم و تربیت کی ضرورت نہ پڑی۔ البتہ یہ فرق ہے کہ تم کو خود اپنے علم پر اطمینان نہیں۔ یہ اطمینان پیدا کرو۔ تاکہ حق الیقین حاصل ہو۔

رام چندر نے دریافت کیا کہ شکھ دیو کو کیوں کر اطمینانِ قلب حاصل نہ تھا، جب کہ اس کو علم لدنی حاصل تھا اور اپنے علم پر عمل بھی کرتا تھا۔ بسوامتر نے کہا کہ اس کا حال تمہارے جیسا تھا، اس کا مصمم ارادہ تھا کہ وہ دوسری دفعہ جنم نہ لے۔ وہ اگرچہ عالم کو حادث جانتا تھا اور لذاتِ محسوسات سے متنفر تھا، پھر بھی اس کو اطمینانِ قلب نہ تھا، کیوں کہ وہ حقیقت کے ادراک سے قاصر تھا۔ اُس نے ایک دفعہ اپنے باپ سے پوچھا کہ یہ عالم کس طرح ہے اور فنا کس طرح ہوگا؟ طول و عرض اس کا کس طرح ہے اور رنج و راحت کس طرح لاحق ہوتے ہیں۔ باپ کے بتانے سے اس کو تشفی نہ ہوئی، کیوں کہ جو کچھ اس نے بتایا، اس کا علم اس کو پہلے ہی سے تھا، باپ نے جب معلوم کرا یا کہ اس کو تشفی نہ ہوئی، تو اس نے کہا کہ ترہٹ دلیس (صوبہ بہار کے ضلع مظفر پور، دربھنگہ وغیرہ) میں "جنک" نامی ایک راجہ ہے وہاں جا، اس جگہ تیری تشفی ہو جائے گی۔ چناں چہ وہ وہاں گیا اور راجہ کو خبر دی، اس نے ایک ہفتہ انتظار کرایا۔ پھر ایک ہفتہ دربار میں حاضری کا حکم دیا۔ مگر اس سے ملا نہیں۔ پھر اس نے خلوت میں طلب کیا اور عیش و عشرت کے تمام سامان جمع کئے، ناچ، گانا، حسین عورتیں، شراب ناب وغیرہ لیکن خود اُس سے نہ ملا، اکیس دن کے بعد جب کہ اس نے دیکھ لیا کہ شکھ دیو دنیا کی کسی چیز کی طرف مائل نہیں ہوتا ہے، تو اپنے سامنے بُلا کر کہا، کہ تم نے دنیا، عُقبیٰ اور اعراف کی تمام منزلیں طے کرلی ہیں، پھر کیوں یہاں آئے ہو؟

شکھ دیو نے باپ سے جو سوالات کئے تھے، مکرر بیان کئے، اس کے جواب میں کہا کہ ایک آتما (روح) جس کو فنا نہ ہو، اس کا نہ طول و عرض ہوتا ہے نہ انتہا اور ابتدا ہوتی ہے۔ اس کے سوا جو کچھ نظر آتا ہے، وہ فقط وہم و خیال ہے، جب یہ وہم دل سے نکل جائے گا، تو شیون عالم، مرت لوک (اہل دنیا) انترہ لوک (زیر زمیں) اور سُرگ (سورگ) لوک (آسمانی لوگ) خود بہ خود فنا ہو جائیں گے اور مخلوق امید و بیم، رنج و راحت میں فقط اپنے وہم سے مبتلا ہے، شکھ دیو نے کہا کہ

میرے باپ نے بھی یہی بنایا تھا اور خود مجھ کو بھی پہلے سے اس کا علم ہے، مجھے تو یہ بتائیے کہ انتظامِ عالم کس طرح ہے، راجہ جنک نے کہا کہ عارفوں کے علم اشراق، سے اس کی حقیقت معلوم ہوتی ہے، جو مختلف اشکال تم کو نظر آتے ہیں، ان سب کی اصل ایک ہے۔ نظر سے جو جو کثرت تم دیکھتے ہو، اسی کا نام عالم پڑ گیا ہے اور یہ تم کو محض وہم سے کثرت نظر آتا ہے، جب وہم دور ہو جائے، تو حق الیقین حاصل ہو جاتے اور یقین کے تین درجے ہیں۔

(۱) کتابوں کے پڑھنے، عالموں، عاقلوں اور تجربہ کاروں کی صحبت سے جو حاصل ہو، اس کو علم الیقین کہتے ہیں۔

(۲) حکمت نظری اور عملی کے جاننے والے حکما کو کشف اور اشراق سے جو مشاہدہ ہوتا ہے اور ماضی، حال اور استقبال سے جو حالت معلوم ہوتی ہے، اس کو عین الیقین کہتے ہیں۔

(۳) ناظر اور منظور، طالب اور مطلوب، عاشق اور معشوق، ساجد اور مسجود، جب ایک ہو جائیں اور دوئی کا خیال جاتا رہے تو اس کو حق الیقین کہتے ہیں۔

کیوں کہ وجودِ عالم جو وہم سے بنا ہے باقی نہیں رہتا اور جب وہم دور ہو گیا تو مکت (یا مکتی) (نجات) حاصل ہو گی۔ سب سے بڑا مرتبہ یہ ہے کہ

(۱) لذتِ محسوسات سے کنارہ ہو

(۲) تعلقات و تعینات سے آزاد ہو جائے۔ یہ معرفت کی پہلی علامت ہے اور اسی کا نام نجات ہے۔

غرض اسی قسم کی باتوں اور نصائح سے شکھ دیو کو اطمینانِ قلب ہو گیا، تمام قیود سے آزاد ہو کر مدت تک سمادھی (مراقبہ) میں بیٹھا رہا۔ یہاں تک کہ وہ عقلِ کل ہو گیا۔

اس کے بعد بسوامتر نے کہا کہ اے بشسٹ تم جملہ صفات سے موصوف ہو اور رام چندر کے خاندان پر قدیم زمانہ سے مہربان ہو، تم رام چندر کو خلق اور ادب کی تعلیم دو اور ان کے دل سے بیم ورجا کو نکال دو اور میری تمہاری عداوت کے سبب سے برہما کو جو صلح کرانی پڑی وہ قصہ

بھی سنا دو۔

حاضرین دربار نے اس بات کو بہت پسند کیا اور بشٹ (بشسٹ) نے رام چندر کی تلقین اپنے ذمہ لی۔

بشسٹ نے رام چندر سے کہا کہ قدیم زمانہ میں ہماری بسوامتر سے ایسی عداوت ہوئی کہ نوبت جنگ کی پہنچی، آخر برہما نے اس کا فیصلہ کیا اور دونوں میں صلح ہوگئی، اس کا مفصل ذکر بھاگوت میں موجود ہے۔ پھر ایک گائے کے کرامات کا طویل قصہ بیان کیا جو افسانوی رنگ سے بھرا ہوا ہے۔ وہ فقط افسانہ ہی افسانہ نظر آتا ہے اور حقیقت شاید اس میں صرف اس قدر ہو کہ جو نام لئے گئے ہیں، وہ اپنی جگہ پر صحیح ہوں۔ ناظرین کے لئے یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگی، کہ عمروں کے لحاظ سے یہ دونوں بڑے خوش نصیب واقع ہوئے ہیں، یعنی لوگوں کا خیال ہے، کہ یہ دونوں آج تک زندہ ہیں اور کبھی کبھی یہ لوگوں کو دکھائی بھی دیتے ہیں۔

غرض خلاصہ اس باب کا یہ ہے کہ انسان کو چاہئے کہ ہر قسم کی خواہش سے آزاد ہو جائے اور جب یہ آزادی حاصل ہوگئی تو وہ مکت ہو جائے گا، یعنی امید و بیم سے نجات پا جائے گا جو وہم و خیال سے پیدا ہوتا ہے۔

باب دوم | اس باب کا عنوان "موکش پرکرن" ہے، یعنی قدم اور حدوث کے بیان میں اس باب میں بھی مختلف قسم کی باتیں بیان کی گئی ہیں، لیکن ان کا خلاصہ یہ ہے۔

"وجود مطلق لاتعین اور الکھ ہے اور عالم اس کی صورت ہے اور وہ ہر جگہ ہر شے میں محیط ہے۔ اور ہر شے کا قوام اسی سے ہے اور وہ اکاش، اناد، پرکاش، دانائی اور نور ہے، اس کی شان حدوث اور قدم سے منزہ ہے اور وہ ہر وقت ہر حال میں یکساں ہے، خواہ قیامت برپا ہو، یا دنیا آبادی اور مسرتوں سے بھرپور ہو۔

لیکن اس عالم سے قبل شش کنول کے پھول کے ہوا۔ پھر برہما ہوا اور برہما نے تمام موجودات کا مجموعہ اور پھر برہما نے تمام موجودات کو اس طرح پیدا کیا، جس طرح آدمی عالم خیال میں تمام جہان کی

سیر کرتا ہے۔ اس کے بعد برہما سے بھرت کھنڈ (ہندوستان) کی ہدایت کے لئے "بشسٹ" پیدا ہوا تاکہ نیک اعمال کے ذریعہ ملک کا انتظام ہو۔ آگے چل کر یہ نصیحت لکھی ہے کہ جو بات دلیل سے ثابت نہ ہو اگر برہما کا قول ہو تب بھی باور نہ کرو اور جو بات دلیل سے ثابت ہو، وہ اگر طفلِ شیر خوار بھی کہے تو اس کو شرتی اور سمرتی سے اشرف جانو، تب تم گیانی بنو گے۔ اس کے بعد آخر میں اس باب کا خلاصہ اس طرح لکھا ہے کہ یاد رکھو! جو کچھ تحریر یا تقریر میں آوے، یا لفظ، رنگ، بو، مزہ، لمس، رکھتا ہے وہ حادث ہے اور جو ان سب سے منزہ ہے وہ قدیم ہے، راقم الحروف کہتا ہے کہ کاش جو کچھ اس باب میں دعویٰ کیا گیا ہے اس کی بھی کوئی دلیل دی ہوتی۔

باب سوم | اتپتی (اُتْ پَ تِ ی) پرکرن، یعنی پیدائش عالم کی تعریف میں۔

ان کھوت، بیدن، پرت پت، کے معنے "برمجھ" کے ہیں اور برمجھ مُدرکِ معقولات کو کہتے ہیں۔ یہی روح اور یہی پرم آتما کے نام سے موسوم ہے۔ برمجھ کے دوسرے معنے "سب میں بھرا ہوا" اور اسی کو پرش بھی اسے نامزد کرتے ہیں اور اسی کے سبب سے ہر شخص اپنی نسبت اس کی طرف کرتا ہے[1]۔ اسی کا نام "اہنکار" ہے، یہ زمان، مکان اور جسم کچھ نہیں رکھتا، محض برائے نام ہے، وجودِ عالم سے پہلے وہ اکارن تھا، جب باشنا یعنی مایا ہوئی تو بہت نام اور نشان سے موسوم ہوا اور وہی صورت آئینہ ہستی کی نمایاں ہوئی۔ دیکھو اگر، بلبلہ، برف، اولہ، اوس، کوہاسا، شکل و صورت اور نام جدا جدا رکھتے ہیں۔ مگر اصل سب کی پانی ہے۔

کوئی کہے کہ برہم صانع عالم ہے اور برہم کی تعریف کرتے ہیں کہ عین پرکاش اور عین گیان سروپ ہے اور روح صانع کے نہیں ہے پس یہ دونوں ایک کیوں کر ہو سکتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ برہم صانع عالم کا نہ تھا۔ جب اس کو خواہش ہوئی کہ وحدت سے کثرت ہو، صانع عالم کہلایا۔ اس وجہ سے ظاہر ہے کہ صانع عالم کی خواہش یعنی مایا ہی برہم ہے اور عالم کی صورت اس کی ذات میں بالقوہ موجود تھی، جب کثرت ہوئی بالفعل ظاہر ہوئی جیسے کہ عالمِ خواب اور بیداری میں اور مثل ہوا کے

---

[1] اسی کو خودی کہتے ہیں۔